از شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

سیرت نبوی کی جامعیت

دنیا میں جتنے بھی رسول اور نبی تشریف لائے ہیں ہم ان سب کو سچا مانتے ہیں اور ان پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور ایسا کرنا ہمارے فریضہ اور عقیدہ میں داخل ہے۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ مگر اس ایمانی اشتراک کے باوجود بھی ان میں سے ہر ایک میں کچھ ایسی نمایاں خصوصیات اور کچھ جداگانہ کمالات و فضائل ہیں جن کو تسلیم کیے بغیر ہرگز کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء و رسل علیہم السلام تشریف لائے ہیں تو ان سب کی دعوت کسی خاص خاندان اور کسی خاص قوم سے مخصوص رہی۔ حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے تو اپنی دعوت کو صرف اپنی ہی قوم تک محدود رکھا۔ حضرت ہود علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے تو فقط قوم عاد کو خطاب کیا۔ حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تو محض قوم ثمود کی فکر لے کر آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے پیغمبر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، بنی اسرائیل کو نجات دلانے کے لیے بھیجے گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بس بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کی تلاش اور سراغ میں نکلے تھے۔ جب غیروں نے ان کے روحانی کمالات سے استفادہ کرنے کی اپیل کی تو انہوں نے جواب میں کہا۔ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔ (انجیل متی۔ باب ۱۵ آیت ۲۶)

یہی وجہ تھی کہ ان پیغمبروں میں سے کسی ایک نے بھی اپنی قوم سے باہر نظر نہیں ڈالی لیکن جب رحمتِ خداوندی کی وہ عالمگیر گھٹا جو فاران کی چوٹیوں سے اٹھی تھی جس سے انسانیت و شرافت، دیانت و امانت، عدل و انصاف اور تقویٰ و ورع کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں پھر سے سرسبز و شاداب ہو کر لہلہا اٹھیں۔ وہ قوم و جماعت، ملک و زمین، مشرق و مغرب، شمال و جنوب اور بر و بحر کی تمام قیدوں اور پابندیوں سے بالکل آزاد تھی۔ وہ بلا امتیاز وطن و وقت، بلا تفریقِ نسل و خاندان، بدون تمیز رنگ و خون بغیر لحاظ سیاہ و سپید اور بے اعتبار حسب و نسب تاقیامت پوری نسلِ انسانی کے لیے رحمتِ مُہداۃ بن کر نمودار ہوئی اور ربِّ ذوالاحسان نے خود آپ ہی کی زبان فیض رساں سے یہ اعلان کروایا کہ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (پ ۹۔ اعراف ع ۱۹)

آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

وہ ابر کرم اٹھا تو فاران کی چوٹیوں سے مگر سب روئے زمین پر پھول برساتا اور مژدہ جانفزا سناتا ہوا چلا گیا اور پوری دھرتی کے چپے چپے پر خوب کھل کر برسا۔ دشت و صحرا نے اس سے آسودگی حاصل کی بحر و بر اس سے سیراب ہوئے۔ چمنستانوں نے اس سے

روحانی پانی اور ویرانوں کو اس کی فیض پاشی نے لعل و گہر سے معمور کر دیا۔ اہل عرب اس سے مستفید ہوئے باشندگانِ عجم نے اس سے اکتسابِ فیض کیا۔ یورپ نے اس کی خوشہ چینی کی اور ایشیا اس کا گرویدہ بنا۔ دنیا کے تمام گمراہوں کو وادیٔ ضلالت سے نکالنے کی اس نے راہنمائی کی اور آوارگانِ دشتِ غوایت کی رہبری کی اور نسلِ انسانی کے سب مایوس مریضوں اور ہر قسم کے ناامید بیماروں کو زود اثر تریاق اور نسخۂ شفا بخشا سے

اُتر کر حراء سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت صرف نسلِ انسانی ہی کے لیے نہیں بلکہ جنات بھی اس امر کے مکلف اور پابند ہیں کہ آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کر کے آپ کی شریعت پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نجاتِ اخروی تلاش کریں۔ ثقلین (انس و جن) کا مکلف ہونا نیز جنات کا قرآن کریم کو غور و فکر سے سُن کر اس پر ایمان لانا اور پھر جا کر اپنی قوم کو تبلیغ کرنا قرآن مجید میں مصرح ہے اور عالمین کے مفہوم میں جنات بھی شامل ہیں اور قرآن کریم میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو تمام جہانوں کے لیے نذیر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔

اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اُرسلتُ الی الاحمر والاسود قال مجاهدٌ الانس والجن (مستدرک جلد ۲ ص ۲۲۴ قال الحاکم والذهبیُّ علی شرطهما)

مجھے سرخ اور سیاہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ سرخ سے انسان اور سیاہ سے جن مراد ہیں۔

جو مکارمِ اخلاق آپ کو خالق کونین کی طرف سے مرحمت ہوئے تھے اور جن کی تکمیل کے لیے آپ کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا وہ مکلف مخلوق کی فطرت کے جملہ مقتضیات کے عین مطابق تھے اور جن کا مقصد صرف یہی نہیں تھا کہ ان کے ذریعے روحانی مریضوں کو اُن کے بستروں سے اٹھا دیا جائے بلکہ یہ بھی تھا کہ اٹھنے والوں کو چلایا جائے اور چلنے والوں کو بسرعت دوڑایا جائے اور دوڑنے والوں کو روحانی کمال اور اخلاقی معراج کی غایۃ قصویٰ تک اور سعادتِ دنیوی ہی نہیں بلکہ سعادتِ دارین کی سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا جائے اور ان کا خوانِ نعمت فقط مریضوں کے لیے قوت بخش اور صحت افزا نہ ہو بلکہ وہ تمام مکلف مخلوق کی اصل فطری اور روحانی لذیذ غذا بھی ہو اور آپ کے مکارم اخلاق اور اسوۂ حسنہ نے وہ تمام ممکن اسباب مہیا کر دیے ہیں کہ خلق عظیم کی بلند اور دشوار گزار گھاٹی پر چڑھنا آسان اور سہل ہو گیا ہے۔ آپ کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی تھا جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ وفی روایۃ مکارم الاخلاق (قال الشیخ حدیث صحیح۔ السراج المنیر ج ۲ ص ۳۶)

مجھے تو اس لیے مبعوث کیا گیا ہے تاکہ میں نیک خصلتوں اور مکارم اخلاق کی تکمیل کر دوں۔

اور یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام خاص خاص جماعتوں اور مخصوص قوموں کے لیے مصلح اور پیغمبر تھے اسی طرح ان کی روحانیت اور اخلاق آئینے بھی خصوصی صفات اور اصناف کے

مظہر تھے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام مجرم اور نافرمان قوم کی نجات کے لیے باوجود قوم کی ایذا رسانی کے سعیِ تبلیغ کی زندہ یادگار تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اخلاص و قربانی کی مجسم مثال تھے کہ انھوں نے اپنے اکلوتے اور عزیز ترین لختِ جگر کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضاجوئی کے لیے اپنی طرف سے ذبح کر ہی ڈالا اور اس کے حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمزوری نہ دکھائی جس کی ایک ادنیٰ اور معمولی سی برائے نام نقل آج بھی ہر صاحبِ استطاعت مسلمان اتارتا اور سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ کی پیروی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ جدا بات ہے کہ

تیری ذبحِ ذبحِ عظیم کی ہو مثیل کیوں کر خلوص میں
نہ خلیلؑ کا سا ہے دل ترا نہ ذبیحؑ کا سا گلا ترا

حضرت ایوبؑ صبر و رضا کے پیکر تھے۔ مصائب و آلام کے بے پناہ سیلاب بہہ گئے مگر وہ مضبوط پہاڑ کی طرح اپنی جگہ ثابت رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی جرأتِ حق کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی کہ فرعون جیسے جابر اور مطلق العنان بادشاہ کے دربار میں ساون کے بادلوں کی طرح گرج اور صاعقۂ آسمانی کی طرح کڑک کر تہلکہ ڈال دیتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صبر آزما حیات یادگارِ دہر تھی کہ اپنے ہی بیٹوں کے ہاتھ سے پیارے یوسفؑ کے سلسلہ میں اذیت اور دکھ اٹھا کر فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ فرما کر خاموش ہو گئے اور اندر ہی اندر آنسوؤں کے طوفان موجیں مارتے ہوئے ساحلِ امید سے ٹکراتے رہے اور ناامیدی کو قریب نہیں آنے دیا کہ

ع نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت مآب زندگی پاکدامن نوجوانوں کے لیے باعثِ صد افتخار ہے کہ انھوں نے امراۃ عزیز کی تمام مکاریوں اور حیلہ جوئیوں کی استخواں شکن زنجیروں کی ایک ایک کڑی کڑی کو معاذ اللہ فرماتے ہوئے پاش پاش کر دیا۔

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی شاہانہ زندگی ان سب سے نرالی تھی کہ قبائے سلطنت اور عبائے خلافت اوڑھ کر مخلوقِ خدا کے سامنے ظہور پذیر ہوئے اور اس طریقہ سے عدل و انصاف کے مطابق ان کی خدمت کا عمدہ فریضہ انجام دیا۔

حضرت عیسیٰؑ توکل و قناعت، زہد و خود فراموشی کی ایک پوری کائنات تھے کہ زندگی بھر سر چھپانے کے لیے ایک جھونپڑی بھی نہیں بنائی اور فرمایا۔ اے لوگو! یہ کیوں سوچتے ہو کہ کیا کھاؤ گے؟ فضا کی چڑیوں کے لیے کاشتکاری کون کرتا ہے؟ اور ان کے منہ میں خوراک کون ڈالتا ہے؟ اے لوگو! تمھیں اس کی کیا فکر ہے اور تم یہ کیوں سوچتے ہو کہ کیا پہنو گے؟ جنگل کی سوسن کو اتنی دیدہ زیب پوشاک اور خوبصورت لباس کون پہناتا ہے؟

یہ تمام بزرگ اور مقدس ہستیاں اپنے اپنے وقت پر تشریف لائیں اور بغیر حضرت مسیح علیہ السلام سب دنیا سے رخصت ہو گئیں لیکن جب قصرِ نبوت اور ایوانِ رسالت کی آخری اینٹ کا ظہور ہوا جس کی انتظار میں دہرِ کہن سال نے ہزاروں برس صرف کر دیے تھے، آسمان کے ستارے اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ ان کے استقبال کے لیے لیل و نہار بے شمار کروٹیں بدلتے رہے۔ ان کی آمد سے محض کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے ہی نہیں بلکہ رسمِ عرب، شانِ عجم، شوکتِ روم، فلسفۂ یونان اور اوجِ چین کے قصر ہائے فلک بوس گر کر آنِ واحد میں پیوندِ زمین ہو گئے تو پورے کرۂ ارض کے لیے ایک عالم گیر سعادت اور ایک ہمہ گیر رحمت لے

کرآئی ۔ آپ کا وجودِ مقدس روحانیت کے تمام اصناف
کی ایک خوشنما کائنات، اخلاقِ حسنہ کی ایک دلآویز
جاذبیت اور رنگ برنگ گل ہائے اخلاق کا ایک
پورا چمنستان تھا۔ اقتب مرحوم کے لیے حضرت نوحؑ
کی دلسوزی، حضرت ابراہیمؑ کی خُلّت، حضرت ایوبؑ
کا صبر، حضرت داؤدؑ کی مناجات، حضرت موسیٰؑ کی جرأت،
حضرت ہارونؑ کا تحمل، حضرت سلیمانؑ کی سلطنت، حضرت
یعقوبؑ کی آزمائش، حضرت یوسفؑ کی عفت، حضرت زکریاؑ
اور حضرت یحییٰؑ کی تقربِ الٰہی کے لیے گریہ و زاری اور
حضرت مسیحؑ کا توکل ۔ یہ تمام منتشر اوصاف آپ کے
وجودِ مسعود میں سمٹ کر جمع اور یکجا ہو چکے تھے۔ سچ ہے کہ

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

غرض کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہر
ایک کی زندگی خاص خاص اوصاف میں ممتاز اور اُسوہ
تھی مگر سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اعلیٰ و ارفع
زندگی تمام اوصاف و اصناف میں ایک جامع زندگی ہے۔
آپ کی سیرت مکمل اور آپ کا اسوۂ حسنہ ایک کامل
ضابطۂ حیات اور دستور ہے۔ اس کے بعد اصولی
طور پر کسی اور چیز کی سرے سے کوئی حاجت ہی باقی
نہیں رہ جاتی اور نہ کسی اور نظام و قانون کی ضرورت
ہی محسوس ہو سکتی ہے ۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اُٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

اگر آپ بادشاہ اور سربراہِ مملکت ہیں تو شاہِ عرب
اور فرمانروائے عالم کی زندگی آپ کے لیے نمونہ ہے۔
اگر آپ فقیر و محتاج ہیں تو کملی والے کی زندگی آپ کے
لیے اسوہ ہے جنہوں نے کبھی دقل (ردی قسم کی کھجوریں)

نہیں پیٹ بھر کر کھائیں اور جن کے چولہے میں بسا اوقات
دو دو ماہ تک آگ نہیں جلائی جاتی تھی ۔

اگر آپ سپہ سالار اور فاتح ملک ہیں تو بدر و حنین کے
سپہ سالار اور فاتح مکہ کی زندگی آپ کے لیے ایک بہترین
سبق ہے جس نے عفو و کرم کے دریا بہا دیے تھے اور
لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کا خوش آئند اعلان فرما کر تمام
مجرموں کو آنِ واحد میں معافی کا پروانہ دے کر بخش دیا تھا۔

اگر آپ قیدی ہیں تو شعبِ ابی طالب کے زندانی کی
حیات آپ کے لیے درسِ عبرت ہے۔

اگر آپ تارکِ دنیا ہیں تو غارِ حرا کے گوشہ نشین کی
خلوت آپ کے لیے قابلِ تقلید عمل ہے۔

اگر آپ چرواہے ہیں تو مقام اجیاد میں آپ کو چند
قراریط (ٹکوں) پر اہلِ مکہ کی بکریاں چراتے دیکھ کر تسکینِ
قلب حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر آپ معمار ہیں تو مسجدِ نبوی کے معمار کو دیکھ کر ان
کی اقتداء کر کے خوشی محسوس کر سکتے ہیں۔ اگر آپ مزدور
ہیں تو خندق کے موقع پر اس بزرگ ہستی کو پھاوڑا لے
کر مزدوروں کی صف میں دیکھ کر اور مسجدِ نبویؐ کے لیے
بھاری بھرکم وزنی پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے ہوئے دیکھ کر
قلبی راحت حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر آپ مجرد ہیں تو اس پچیس سالہ نوجوان کی پاکدامن
اور عفت مآب زندگی کی پیروی کر کے سرورِ قلب حاصل
کر سکتے ہیں جس کو کبھی کسی بدترین دشمن نے بھی داغدار
نہیں کیا اور نہ کبھی اس کی جرأت کی ہے۔

اگر آپ عیال دار ہیں تو آپ متعدد ازواجِ مطہرات
کے شوہر کو اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي فرماتے ہوئے سُن کر حضورؐ کی
اتباع پیدا کر سکتے ہیں۔

اگر آپ یتیم ہیں تو حضرت آمنہ کے لعل کی یتیمانہ زندگی

بسر کرتے دیکھ کر آپ کی پیروی اور تاسی کر سکتے ہیں

اگر آپ ماں باپ کے اکیلے بیٹے ہیں اور بہنوں اور بھائیوں کے تعاون و تناصر سے محروم ہیں تو حضرت عبداللہؓ کے اکلوتے بیٹے کو دیکھ کر اشک شوئی کر سکتے ہیں۔

اگر آپ باپ ہیں تو حضرت زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ قاسمؓ اور ابراہیمؓ (وغیرہ) کے شفیق و مہربان باپ کو ملاحظہ کر کے پدرانہ شفقت پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔

اگر آپ تاجر ہیں تو حضرت خدیجہؓ کے تجارتی کاروبار میں آپ کو دیانت دارانہ سعی کرتے ہوئے معائنہ کر سکتے ہیں۔

اگر آپ عابد شب خیز ہیں تو اسوۂ حسنہ کے مالک کے متورم قدموں کو دیکھ کر اور اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا فرماتے ہوئے آپؐ کی اطاعت کو ذریعۂ تقرب خداوندی اختیار کر سکتے ہیں۔

اگر آپ مسافر ہیں تو خیبر و تبوک وغیرہ کے مسافر کے حالات پڑھ کر طمانیتِ قلب کا وافر سامان مہیا کر سکتے ہیں۔

اگر آپ امام اور قاضی ہیں تو مسجدِ نبوی کے بلند رتبہ امام اور فصلِ خصومات کے بے باک اور منصف مزاج جج کو بلا امتیازِ قریب و بعید اور بغیر تفریقِ قوی و ضعیف فیصلہ صادر فرماتے ہوئے مشاہدہ کر سکتے ہیں اور

اگر آپ قوم کے خطیب ہیں تو خطیبِ اعظم کو منبر پر جلوہ افروز ہو کر بلیغ اور موثر خطبۂ ارشاد فرماتے ہوئے اور غافل قوم کو اِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فرما کر بیدار کرتے ہوئے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ الغرض زندگی کا کوئی قابلِ قدر اور مستحق توجہ پہلو اور گوشہ ایسا باقی نہیں رہ جاتا جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معصوم اور قابلِ اقتدار زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ، عمدہ ترین اسوہ اور اعلیٰ ترین معیار نہ بنتی ہو۔

پس اُس وجودِ قدسی پر لاکھوں بلکہ کروڑوں درود و سلام جس کے وجود مسعود میں ہماری زندگی کے تمام پہلو سمٹ کر آ جاتے ہیں اور ہماری رُوح کا ایک ایک گوشہ عقیدت و اخلاص کے جوش سے معمور ہو جاتا ہے جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ دُنیا کے لعل و گوہر کا جو پائیدار خزانہ تمام ارض و سماء اور بحر و بر چھان ڈالنے کے بعد بھی کسی قیمت پر جمع نہیں ہو سکتا تھا وہ انمول خزانہ اُمت مرحومہ کو اپنے پیارے نبیؐ کے اُسوۂ حسنہ، اپنے برگزیدہ رسولؐ کی سنّت صحیحہ اور اپنے مقبول رسولؐ کے معدنِ حدیث کی ایک ہی کان اور معدن سے فراہم ہو گیا ہے اور قرآن کریم کے بعد ہماری تمام بیماریوں کا مداوا حدیثِ پاک میں علیٰ وجہ الاتم موجود ہے ؂

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ بر جاں مسلّم داشتن

خوشخبری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام سے لے کر آج تک مرکزی دار المبلغین کا شعبہ مصروفِ عمل ہے جس میں ہزار ہا ملکی و غیر ملکی طلباء و علماء نے ردِّ قادیانیت کا کورس کیا۔ امسال ۱۴۱۰ھ میں یہ کورس ۱۵ر شعبان سے ۳۰ شعبان تک دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہو رہا ہے جس کی نگرانی عالمی مجلس کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی فرمائیں گے۔ ملک کے ماہرین و نامور لیکچرز دانشور علماء کرام مناظرین اسلام "ردِّ قادیانیت" کے مختلف عنوانات پر لیکچر دیں گے۔ علماء، خطباء، منتہی طلباء، یونیورسٹی و کالجز کے سٹوڈنٹس سادہ کاغذ پر اپنے کوائف لکھ کر درخواستیں ارسال کریں۔ تمام متعلقہ جماعتیں اپنے ہاں سے نمائندہ بھجوائیں۔

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان فون ۴۰۹۷۸